السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہیلی فیکس سے محمد یونس صاحب لکھتے ہیں کہ

کیا کوئی مرشد پکڑنا جائز ہے؟ اور وسیلہ کی کیا حقیقت ہے؟ (۱)

کیا قصداً سفر کرکے کسی ولی اللہ کی قبر پر جانا جائز ہے؟ کہ وہاں جاکر اس کے لئے دعا کریں گے۔ (۲)

چلہ کشی جائز ہے؟ (۳)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

(۱) مرشد ''عربی لفظ ہے جس کا معنی ہے ہدایت کرنے والا 'سیدھا راستہ دکھانے والا۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کو اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے اسے غلط راستے سے موڑ کر نیکی کے راستے پر چلاتا ہے تو وہ گویا کہ اس کا مرشد'' ٹھہرا اور اس قسم کے مرشد کے لئے نہ تو یہ ضروری ہے کہ وہ کسی بہت بڑی گدی کا مالک ہو یا کوئی بڑی خانقاہ اس کے کنڑول میں ہو یا خاص قسم کا لباس پہنتا ہو یا کسی خاص شکل و صورت کو اختیار کئے ہوئے ہو۔ اس لغوی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص بھی علم ہدایت اور نیکی کی باتیں بتاتا ہو یا کسی شخص کو اس کی وعظ و نصیحت سے فائدہ ہوا ہو تو وہ اس کا مرشد ہے۔

جہاں تک مرشد پکڑنے کی اصطلاح کا تعلق ہے تو قرآن و حدیث میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ تم مرشد تلاش کرکے اسے پکڑلو۔ ہاں قرآن میں یہ ضرور آیا ہے کہ

فَسـَٔلوا أَهلَ الذِّكرِ إِن كُنتُم لا تَعلَمونَ ‌ 7 ... سورة الانبياء

''یعنی علم والوں سے وہ باتیں پوچھ لیا کرو جو تم نہیں جانتے۔''

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ دین وہدایت کی جن باتوں کا خود علم نہ ہو ان کے بارے میں دوسروں سے راہنمائی حاصل کیا کریں۔ یعنی اگر مرشد کی ضرورت پڑجائے تو کسی ایسے شخص کے پاس جائیں جو علم دین سے واقف ہو اور دین کی تعلیمات کی روشنی میں وہ تمہاری راہنمائی کرے۔ تو گویا کہ کسی جاہل کے پاس رشد وہدایت کے لئے جانا ہرگز درست نہیں۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب بھی کسی دینی مسئلے کی ضرورت محسوس ہو یا کسی مسئلے کو سمجھنے میں دقت پیش آئے تو اہل علم کی طرف رجوع کیا جائے اور ان سے استفادہ کیا جائے۔

رسول اکرم ﷺ سے بھی ایسی کوئی بات ثابت نہیں حالانکہ آپ کائنات کے مرشد اعظم ہیں آپ سے بڑا کوئی مرشد نہیں لیکن آپ نے اپنے الوداعی خطبے میں امت کو جو وصیت کی وہ یہ تھی کہ ''میرے بعد دو چیزوں کو تھامے رکھنا۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔'' ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ کے طریقے پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ جب آپ دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ تاکید فرمارہے ہیں کہ میرے بعد تمہاری رشد وہدایت کا ذریعہ کتاب وسنت ہوں گے اب اگر موجودہ مروجہ شکل میں کسی مرشد کا پکڑنا ضروری ہوتا تو آپ اس کی ضرور وضاحت فرماتے۔

بہرحال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلانے والے علماء اور صلحاء ہی مرشدین حق ہیں نیکی اور خیر کے کاموں میں ان سے راہنمائی حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن مرشد بنانے یا مرشد پکڑنے کی جو شکل اس وقت ہمارے ہاں لوگوں میں رائج ہے یہ دو لحاظ سے ہمارے نزدیک درست اور جائز نہیں ایک تو اس لئے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کو مرشد پکڑلیا اب یہ قیامت کے دن بھی ہمارے کام آئے گا اور عذاب سے چھڑائے گا اور بعض جاہل لوگ تو اس خیال سے منکرات کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کو مرشد بنالیا ہے وہ جانے اور اللہ ہمیں نمازیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اور ایسے لوگ فرائض ترک کردیتے ہیں کبائرتک کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن مرشد کو نذرانے اور شیرینیاں پیش کرتے ہیں اس خیال سے کہ وہ قیامت کے دن چھڑالے گا۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے تو نہیں ڈرتے لیکن خود ساختہ پیر یا مرشد کی نافرمانی سے گھبراتے ہیں اور اس کی خدمت میں کوئی نذرانہ پیش نہ کرنا اسے بھی اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں اور اس کو ہر قیمت پر راضی رکھتے ہیں جب کہ نماز روزے جیسے فرائض کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ اگر مرشد پکڑنے کا یہ مفہوم ہے یا یہ طریقہ ہے تو یہ سراسر باطل ہے اور شرک کے کاموں میں سے ہے۔ کیونکہ اللہ کے ہاں انسان کے اعمال اس کا اصل سرمایہ ہوں گے۔ کوئی اللہ کے عذاب سے کسی کو نہ چھڑائے گا اور اس خیال سے نافرمانیاں کرنا کہ فلاں مرشد چھڑالے گا یہ سراسر جہالت ہے۔ رسول اکرم ﷺ جب اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہراؓ اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہؓ سے یہ کہتے ہیں کہ عمل کرلو عمل کرلو۔ عمل کے بغیر اللہ کے یہاں کامیابی نہ ہوگی تو آج کسی خود ساختہ ولی کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ وہ شش ماہی یا سالانہ نذرانے وصول کرنے کے بدلے میں لوگوں کو اللہ کے عذاب سے بچانے کے وعدے کرلے۔

مرشد پکڑنے کا موجودہ انداز اس لئے بھی جائز نہیں کہ اس کے لئے لوگ علم وفضل یا تقوی و نیکی نہیں دیکھتے بلکہ وہ دیکھتے ہیں کہ وہ کتنی بڑی گدی پر بیٹھا ہے۔ وہ کس پیر یا مرشد کی نسل سے ہے یا اس کے تعویز پھونکیں کیا کرشمے دکھاتی ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے مطابق جو اللہ سے زیادہ سے زیادہ ڈرنے والا نیکی کرنے والا برائیوں سے رکنے والا اور لوگوں سے نیکی اور بھلائی کرنے والا ہوگا وہ اللہ کا مقرب 'متقی اور ولی ہوگا مگر

اس دور میں یہ مرشدین کے پجاری نہ نماز روزہ دیکھتے ہیں نہ عمل و کردار کی ان کے نزدیک اہمیت ہوتی ہے بلکہ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا دم اور پھونک یا بعض شعبدے لوگوں میں کس قدر مشہور یا مقبول ہیں اور شرکیہ اعمال کے عادی یہ لوگ بعض اوقات اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسی طرح کرشمہ دکھادے تو اس کے ہاں بھی حاضری دینا شروع کردیتے ہیں ۔ یہ سب جہالت اور گمراہی کے کام ہیں اور مرشد پکڑنے کا یہ تصور سراسر غیر اسلامی ہے ۔ ایسے اعمال سے بچنا ضروری ہے ۔

وسیلہ : جہاں تک وسیلے کا تعلق ہے تو اس کی دو قسمیں ہیں ایک مشروع اور ایک ممنوع ۔

اگر وسیلہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان کوئی ایسا وسیلہ ہونا چاہئے جس کے ذریعے یہ پہچان ہو کہ کون سے کام اللہ کو پسند اور کون سے ناپسند ہیں اور کن کاموں کے کرنے کا اس نے حکم دیا اور کن کاموں سے اس نے روکا ۔ یہ پہچان کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول دنیا میں بھیجے اور ان پر کتابیں بھی نازل کیں تاکہ لوگوں کے سامنے حق و باطل کا فرق واضح ہو جائے گویا اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کی تعلیمات' یہ وسیلہ اور ذریعہ ہیں دنیا میں صحیح اور کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ۔ وسیلے کا یہ مفہوم جائز اور مشروع ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ کی تعلیمات سے راہنمائی کے بغیر کوئی شخص بھی نیکی کا راستہ معلوم کرسکتا ہے نہ برائی سے بچنے کی اسے پہچان ہو سکتی ہے اور اس وسیلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں نبی اور رسول بھیجے جنہوں نے مخلوق کو خالق تک پہنچنے کا راستہ بتایا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے صحیح طریقے بتائے ۔

وسیلے کی دوسری شکل ممنوع ہے اور ناجائز ہے اور اس وقت رائج بھی ہے وہ یہ سمجھنا کہ اللہ تک کسی واسطے یا وسیلے کے بغیر رسائی ممکن نہیں نہ وہ دعا سنتا ہے اور نہ ہی براہ راست اس تک کوئی بات پہنچائی جاسکتی ہے جب تک کہ کسی نیک یا بزرگ کا درمیان میں واسطہ نہ ڈالا جائے ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶ میں فرمایا کہ '' اے نبی ﷺ جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو بتا دیں کہ میں قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے '' یہاں اللہ سے مانگنے یا اس کی عبادت کے لئے کسی وسیلے کو ضروری قرار نہیں دیا گیا ۔

بعض جہلا یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر کسی حاکم یا بادشاہ تک کسی واسطے یا وسیلے کے بغیر کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تو احکم الحاکمین ہے اتنی بڑی ذات تک بغیر وسیلے کے پہنچنا کیسے ممکن ہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت اور پہچان نہ ہونے کی دلیل ہے کہ دنیا کے بادشاہوں اور افسروں سے اس ذات کو ملاتے ہیں ۔ یہ بادشاہ اور افسر نے خبر ہیں جبکہ اللہ کی ذات باخبر ہے ۔ یہ دوسروں کے بتانے کے محتاج ہیں جب کہ اللہ کی ذات کسی کے بتانے کی ہرگز محتاج نہیں ۔ یہ تو اپنے قریب کی باتوں کو بھی نہیں جانتے جب کہ اللہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے' وہ کسی وسیلے کا ہرگز محتاج نہیں' وہ ان واسطوں سے بے نیاز ہے ۔ وہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے ۔ وہاں کسی سیڑھی یا واسطے کی نہ گنجائش ہے نہ ضرورت ۔ وسیلہ کا یہی وہ غیر مشروع طریقہ ہے جو انسان کو شرک میں بتلا کردیتا ہے ۔

جہاں تک قصداً ثواب کی نیت سے کسی مزار یا قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان سامنے رہنا چاہیئے (۳) :

(کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا فانہاتزہد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ» (جامع الترمذي ج ا کتاب الذبات زیارۃ القبور : ۳۷۶»

'' آپ ﷺ نے فرمایا : '' میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا ان کی زیارت کرو ۔ اس سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے ۔

بلاشبہ اس حدیث میں قبروں کی زیارت کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے جو کڑی شرط لگائی ہے وہ انتہائی اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ قبر کی زیارت سے غرض اور مقصود یہ ہونا چاہئے کہ دنیا کی بے ثباتی کا یقین پختہ ہو' اس سے رغبت کم ہو اور آخرت یاد آجائے ۔

دوسری حدیث میں یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے ۔

(السلام علیکم اہل دیار قوم مؤمنین وانا شاء اللہ بکم لاحقون ۔ (مسلم مترجم ج ا کتاب الجنائز ص ۳۰۴

'' اے قبروں میں بسنے والے مومنین تم پر اللہ کی سلامتی ہو بلاشبہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں ''

معلوم ہوا قبر کی جائز زیارت کی پہلی شرط یہ ہے کہ آخرت یاد کرنا مقصود ہو اور دوسری قبر والوں کے لئے مغفرت و سلامتی کی دعا کرنے کی نیت ہو ۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ موجودہ مزاروں کی جو زیارت کی جاتی ہے اس میں یہ دو شرائط کہاں تک پوری کی جاتی ہیں ؟ اس وقت جن مزاروں پر لوگ جاتے ہیں تو ان میں اکثریت اس قصد یا خیال سے نہیں جاتی کہ وہاں آخرت یاد آئے گی یا بزرگوں کے لئے دعا کریں گے بلکہ یہ لوگ ان سے مرادیں مانگنے چڑھاوے چڑھانے نذریں دینے بلکہ سجدے کرنے کے لئے جاتے ہیں ۔ لوگ سینکڑوں میل کا سفر اس لئے کرتے ہیں کہ وہاں کچھ ملتا ہے اور ان کے ذریعے مشکلیں حل ہوتی ہیں اور وہاں حاضری دیتے ہی مصائب ٹل جاتی ہیں ۔ یہ مشرکانہ خیالات ہیں ۔ قبر کی زیارت کی یہ بالکل ناجائز ہے ۔ یہ غلط ہے کہ یہ لوگ وہاں دعا کے لئے جاتے ہیں اس کی پہلی دلیل تو یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب کے قبرستان ان کے نزدیک ہوتے ہیں ۔ برس ہا برس گزر جاتے ہیں مگر ان لوگوں کو ان کی قبروں کی زیارت یا دعا کی توفیق نہیں ہوتی اس لئے دعا کے لئے کوئی نہیں جاتا بلکہ پوجا کے لئے جاتے ہیں ۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ کے اولیاء اور بزرگان دین سے زیادہ گناہ گار اور اپنے فوت شدہ عزیز و اقارب دعا کے محتاج ہوتے ہیں ان کے لئے تو ہم دعا نہیں کرتے لیکن جنہیں پہلے ہی بخشے ہوئے اور مقربین سمجھتے ہیں ان کے لئے دور دراز کے سفر بھی کرتے ہیں اس لئے یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ لوگ وہاں ان کے لئے دعا کرنے جاتے ہیں اور پھر دعا کے لئے کسی طویل سفر کی بھی ضرورت نہیں ۔ اللہ ہر جگہ سے دعا سنتا اور قبول کرتا ہے اور پھر رسول اکرم ﷺ نے یہ تو فرمایا کہ مسجد الحرام' مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ کا قصد زیارت کے لئے کریں اور وہاں دعائیں بھی کی جائیں ۔ باقی کسی جگہ کے لئے یہ ضروری قرار نہیں دیا کہ وہاں دعا کے لئے سفر کرکے جاؤ ۔ بلکہ ایک لحاظ سے قصداً سفر زیارت ان تینوں جگہوں کے لئے خاص کردیا گیا ہے ۔

بہرحال کسی بھی قبر پر دعا کرنا مسنون طریقے سے جائز ہے اور آخرت یاد کرنے اپنے اندر فکر آخرت پیدا کرنے کی غرض سے قبروں کی زیارت مشروع اور جائز ہے جب کہ باقی جو شکلیں آج کل رائج ہیں ان کا قرآن و حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔

چلہ کشی کے بارے میں سوال واضح نہیں ہے ۔ قرآن یا سنت میں چلہ کشی کے مفہوم کی کوئی اصطلاح نہیں ملتی ۔ اعتکاف کی شکل موجود ہی اگر کوئی شخص دنیاوی دھندوں سے کچھ دن کے لئے الگ تھلگ ہو کر اللہ کی عبادت یا (۳) ذکر کرتا ہے تو اس کی شکل اعتکاف کی ہے ۔ باقی دریاؤں کے کناروں پر چلے کاٹنا' کئی کئی مہینے کمروں میں بند ہو جانا' بھوکے رہنا' ایک ٹانگ پر کھڑے ہونا' ان شکلوں کا کوئی ثبوت نہیں ۔ یہ رہبانیت کی شکلیں ہیں جنہیں اسلام

پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ مفصل جواب توسوال کی وضاحت کے بعد ہی دیا جاسکتا ہے کہ چلہ کشی سے کیا مراد لیتے ہیں اور موجودہ دور میں چلہ کشی کی کونسی شکل ہے جس کے بارے میں آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ صراط مستقیم]

ص71

محدث فتویٰ